فیہا من العلماء الغرّ ترأ سہا عز ائمۃ الخیر والاخلاص والمنن

اس مدرسہ میں نامور علما ہیں جن کی قیادت کا فریضہ نیکی کے جذبات و خلوص و احسان ادا کر رہے ہیں۔

کذالک خلّفت اولادا مکرمۃ ھم یأتسون بکم والخیر قد لقنوا

اسی طرح آپنے ایسی نیک اولاد چھوڑی جو آپکے نقش قدم پر چلیگی اسلئے کہ نیکیاں ان کی رگ و پے میں سرایت کی ہوئی ہیں

وخیر الاولاد من یتبع ابا کرما ان الکریم بخیر الخلق مرتھن

اور اولاد میں نیک اولاد وہ ہے جو بزرگوں میں باپ کی پیروکار ہو اور کیوں نہ ہو مرد کریم تو اخلاق عالیہ کے ہاتھوں مفید ہے

ثم الصلوٰۃ علی المختار من مضر

تحفۂ درود و سلام اس ذات اقدس کو پہنچے جسے رب الارباب نے مضر سے منتخب فرمایا

ما غرد الطیر او ما اھتزت الغصن

اور اسوقت تک پہنچتا رہے جبتک پرند نواسنج اور ڈالیاں جھومتی رہیں

حضرت میانصاحبؒ اور تمہیدات موت

(از مولوی ضیاء الدین صاحب ضیا الہ آبادی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

محفل عیش و طرب میں موت ہی نغمات یاس سلب کر لیتی ہے وہ دنیا کی ساری کیفیات

مرد مومن بھی نہیں بچتا ہے اسکے قہر سے ہاں مگر ہوتی ہے اس کی موت میں مضمر حیات

ضیاؔ

میرے قلم کی جنبش بند ہو جاتی ہے فکر و تخیل میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہے آنکھیں اشکہائے غم بہا کر محو تلاش ہو جاتی ہیں دل کو یقین نہیں ہوتا جب کسی سے یہ آواز کانوں تک پہنچتی ہے کہ میانصاحب (جناب شیخ عطاء الرحمن صاحبؒ مرحوم اسی لقب سے مشہور تھے) اب نہیں ملیں گے وہ ہم سے جدا ہو کر اور کسی دنیا میں چلے گئے۔ اب انکا چلنا پھرنا ہنسنا بولنا کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا ہمارے ساتھ نہ ہوگا بلکہ انشاء اللہ ان کے ساتھ جنھیں نفوس قدسیہ کہتے ہیں ان کے ساتھ جن کے لئے خدا کی نعمتیں مخصوص اور ابواب جنت وا ہیں اُن کے ساتھ جنھیں شہداء اور صدیقین کہا جاتا ہے۔

کاش! ہم نے میانصاحبؒ کے ان بعض اقوال و افعال سے جو وقتاً فوقتاً سننے اور دیکھنے میں آئے تھے اس حقیقت کو سمجھ لیا ہوتا کہ اب وہ ہمیں چھوڑ کر اس عالم فانی سے رخصت ہونے والے ہیں اور پھر وہ کچھ ان کی خدمت کر لیتے جو قدرت سے بھی باہر ہوتا تاکہ حسرت و حرماں غم و اندوہ کی فراوانی میں کسی قدر کمی ہو جاتی۔ عرصہ ہوا ایک دن میانصاحبؒ طلباء کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ پاجامہ کی مہری پنڈلی تک اٹھا کر فرمایا دیکھو میری پنڈلیوں نے گوشت چھوڑ دیا ہے۔ اب میرا وقت قریب آگیا ہے خدا جانے کس دن چلدیں۔ لیکن کیا خبر تھی کہ یہ کلمات محض قیافہ اور اندازہ ہی پر مبنی نہ تھے بلکہ ایک حقیقت تھی جسے ان کی زبان سے ادا کرایا جا رہا تھا۔ علماء کی صحبت اور ان کی محبت نے